قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابوسعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 23 جولائی 2021ء | 12 ذوالحج 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:173

فرمانِ رسول ﷺ

جنت میں لے جانے والے اعمال

ایک مرتبہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! مجھے ایسے عمل بتایئے جو مجھے جنت کے قریب کر دیں اور دوزخ سے دور کر دیں۔ اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور صلہ رحمی کرو۔ جب وہ آدمی واپس پلٹا تو رسول اللہؐ نے فرمایا: اگر اس نے اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھا تو جنت میں داخل ہوگا۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الایمان)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

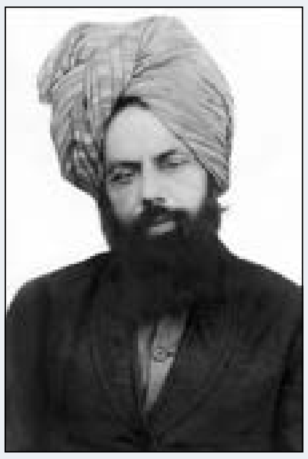

خدائے تعالیٰ کی ہستی پر ایمان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اب خلاصہ و ماحصل اس تقریر کا یہ ہے کہ کسی مذہب کے قبول کرنے سے غرض یہ ہے کہ وہ طریق اختیار کیا جائے جس سے خدائے غنی مطلق جو مخلوق اور مخلوق کی عبادت سے بکلی بے نیاز ہے راضی ہوجائے اور اس کے فیوض رحمت اترنے شروع ہوجائیں جن سے اندرونی آلائشیں دور ہوکر صحن سینہ یقین اور معرفت سے پُر ہوجائے سو یہ تدبیر اپنی فکر سے پیدا کرنا انسان کا کام نہیں تھا۔ اس لئے اللہ جل شانہ نے اپنے وجود اور اپنے عجائبات قدرت خالقیت یعنے ارواح و اجسام و ملائک و دوزخ و بہشت و بعث وحشر و رسالت و دیگر تمام اسرار مبدء و معاد کو یکساں طور پر پردہ غیب میں رکھ کر اور کچھ کچھ قیاسی یا امکانی طور پر عقل کو اس کوچہ میں گزر بھی دے کر غرض کچھ دکھلا کر اور کچھ چھپا کر بندوں کو ان سب باتوں پر ایمان لانے کے لئے مامور کیا اور یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ جب بندہ باوجود کشمکش مخالفانہ خیالات کے خدائے تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لائے گا اور سب عجائبات اخروی و وجود دوزخ و بہشت و ملائک وغیرہ کو اس کی قدرت میں سمجھ کر دیکھنے سے پہلے ہی قبول کرلے گا تو یہ قبول کرنا اس کے حق میں صدق شمار کیا جائے گا کیونکہ ہنوز یہ چیزیں در پردہ غیب ہیں اور مرئی اور مشہود طور پر نمایاں اور ظاہر نہیں ہیں سو یہ صدق خدائے تعالیٰ کی توجہ رحمت کے لئے ایک موجب ہوجائے گا کیونکہ خدائے تعالیٰ بوجہ اپنی استغنا ذاتی کے انہیں لوگوں پر توجہ رحمت کرتا ہے جن کا صدق ظاہر ہوتا ہے۔

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 81)

ارشادِ باری تعالیٰ

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ﴿۲﴾ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ﴿۳﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ﴿۴﴾ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ﴿۵﴾

(الاخلاص: 2 تا 5)

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور اُس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں ہوا۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی کیا حقیقت ہے، وہ خدا جو تمام کائناتوں کا مالک ہے جس کو اسلام نے پیش کیا ہے اس کی کیا حقیقت ہے؟ اس بارے میں ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ

’’خدا آسمان و زمین کا نور ہے۔ یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے۔ خواہ وہ ارواح میں ہے۔ خواہ اجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے خواہ خارجی۔‘‘ (یعنی ہر قسم کا نور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی وہ نور ہے جو جسموں میں نظر آتا ہے۔ ذاتی خوبیاں ہیں ان میں نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض خاص آدمیوں کو دی گئی خوبیاں ہیں وہ ان میں نظر آتی ہیں، ظاہری خوبیاں ہیں یا چھپی ہوئی خوبیاں ہیں، ذہنی خوبیاں ہیں یا خارجی ہیں۔ انسان کے باہر نظر آرہی ہوتی ہیں۔ کسی چیز کی خوبصورتی جو نظر آرہی ہوتی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے نور کی وجہ سے ہیں۔ فرمایا:) ’’اسی کے فیض کا عطیہ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 191 حاشیہ نمبر 11)

دنیا میں جتنی چیزیں ہیں، جتنی ان کی خوبیاں نظر آتی ہیں، جہاں جہاں خوبصورتی نظر آتی ہے، حسن نظر آتا ہے۔ انسان دیکھتا ہے اس کو فائدے پہنچ رہے ہوتے ہیں۔ ہر قسم کی چیزیں جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فیض عام کی وجہ سے ہیں اور اس کے فیض سے کوئی خالی نہیں چاہے وہ کوئی بھی ہو۔

(خطبہ جمعہ 18؍اپریل 2014ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- کمال ہے نا!! (منظوم)
- نماز جمعہ کی اہمیت و فرضیت
- اُذۡکُرُوۡا مَحَاسِنَ مَوۡتَاکُمۡ
- مدرسۃ الحفظ سیرالیون کا باقاعدہ افتتاح

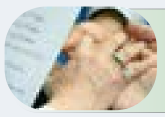

دربارِ خلافت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مصرعے کے مصداق بننے کی کوشش کریں کہ ’نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں‘

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس دعا کے آداب کا بھی ہمیں کچھ پتہ ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی بنیادی صفات جو ربّ، رحمان، رحیم، مالک یوم الدین ہے اُن پر کامل ایمان ہو اور جب ان صفات پر کامل اور مکمل ایمان ہو گا تو پھر ہی عبادت اور دعا کی طرف توجہ ہوتی ہے اور بندہ عاجزی سے اُس سے مدد کا طلب گار ہوتا ہے۔ اُن انعامات کے حصول کے لئے اُسے پکارتا ہے جن سے اللہ تعالیٰ اپنے خالص بندوں کو نوازتا ہے۔ یہ خوف رہنا چاہئے کہ میرا کوئی فعل کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والا نہ ہو۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی خشیت دل میں قائم ہو۔ ہمیشہ ایک عاجز بندہ اس کوشش میں ہوتا ہے کہ کبھی مَیں اپنے خدا سے دور نہ ہوں۔ کبھی وہ وقت نہ آئے جب مَیں خدا کو بھلانے والا بنوں۔ پس جب ایسی حالت ہوتی ہے تو دعائیں قبول ہوتی ہیں اور انعامات نزدیک کر دیئے جاتے ہیں، فتوحات کے نظارے دکھائے جاتے ہیں، دشمن کی تباہی اور بربادی نظر آتی ہے۔

پس جیسا کہ مَیں نے کہا آئیں اب پہلے سے بڑھ کر اپنے ایمان کو مضبوط کریں، خالص ہو کر اُس کے آگے جھکیں۔ اگر ہمارا دشمن انتہا تک پہنچ گیا ہے تو ہم بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مصرعے کے مصداق بننے کی کوشش کریں کہ ’نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں‘۔

(درثمین اردو، بشیر احمد، شریف احمد اور مبارکہ کی آمین صفحہ 58۔ الحکم 10دسمبر 1901ء شمارہ نمبر 45 جلدنمبر 5 صفحہ 3 کالم نمبر 2)

یقیناً جب ہم اپنے خدا کی مدد اُس میں ڈوب کر اُس سے مانگیں گے تو وہ دوڑتا ہوا آئے گا اور ہمارے مخالفین کو تباہ و برباد کر دے گا۔ اگر ایک بندہ جو اللہ تعالیٰ سے خالص تعلق رکھنے والا تھا بادشاہ کے درباریوں کو رات کے تیروں سے، رات کی اُن دعاؤں سے جو عرش کے پائے ہلا دیا کرتی ہیں، اُن دعاؤں سے شکست دے سکتا ہے اُنہیں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرسکتا ہے، اُن درباریوں کو یہ کہنے پر مجبور کرسکتا ہے کہ ہم ان تیروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ (ماخوذ از تعلق باللہ صفحہ نمبر 2-3 تقریر حضرت مصلح موعودؓ جلسہ سالانہ 28/ دسمبر 1952ء) تو یقینا ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی تھی کہ مَیں تیرے اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں۔ (تذکرہ صفحہ نمبر 630 ایڈیشن چہارم 2004ء) اگر ہم دعائیں کریں گے، رات کے تیروں سے دشمن کا مقابلہ کریں گے تو یقینا ہماری کامیابی ہے۔ لیکن شاید اُن درباریوں کے اندر کوئی نیکی کی رَمق تھی جس کی وجہ سے اُن درباریوں نے اُس بزرگ کو رات کے تیروں کے خوف سے تنگ کرنا، خوف کی وجہ سے تنگ کرنا چھوڑ دیا اور اپنی جگہ بدل لی، گانے بجانے چھوڑ دیئے۔ لیکن ان لوگوں کو جو آج مولوی کہلاتے ہیں، علماء کہلاتے ہیں، جو رسول کے نام پر، اُس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جو رحمت للعالمین ہے، ظلم کا بازار گرم کئے ہوئے ہیں اِن میں تو کوئی نیکی کی رَمق نہیں ہے۔ انہیں تو نہ خدا پر یقین ہے نہ رسول پر یقین ہے۔ ان سے تو کوئی بہتری کی امید نہیں کی جا سکتی۔ ان کا مقدر تو اب لگتا ہے کہ صرف تباہی ہے جو صرف اور صرف ہمارے رات کے تیروں سے ہوسکتی ہے۔ ہم اُس مسیح محمدی کے غلام ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے تسلی دی تھی، جیسا کہ مَیں نے کہا کہ، ’’مَیں تیرے اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں‘‘۔ پس جب ہم اپنے پیارے خدا کو خالص ہو کر پکاریں گے، اپنی راتوں کے تیروں کو دشمن پر چلائیں گے تو یقیناً خدا اپنی قدرت کے خاص نشان دکھائے گا۔ پس دعا ایک ایسا ہتھیار ہے کہ اگر کوئی اس سے کامل یقین اور خالص ہو کر کام لے تو کوئی اس کے مقابلے پر ٹھہر نہیں سکتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اور اُس کے فرستادے ہیں اور وہ عظیم ہستی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اس زمانے میں بندے کو خدا سے ملانے کے لئے آئے تھے تو پھر اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے آپ سے جو وعدے ہیں وہ پورے ہوں گے اور ضرور پورے ہوں گے ان شاء اللہ۔ کیونکہ ہمیں اس بارے میں ہلکا سا بھی شک نہیں کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے پورے نہیں فرماتا۔ وہ اپنے وعدے پورے فرماتا ہے اور ضرور فرماتا ہے، وہ سچے وعدوں والا ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ سے لے کر آج تک مخالفتوں کی آندھیاں چلتی رہی ہیں یہاں تک کہ ایک وقت میں خلافتِ ثانیہ میں قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی احراریوں نے بَڑ ماری تھی۔ پھر ایک شخص نے حکومت کے نشے میں جماعت احمدیہ کے ہاتھوں میں کشکول پکڑانے کی بَڑ ماری تھی۔ پھر کسی نے اپنی حکومت کے نشے میں احمدیت کو کینسر کہہ کر اُسے جڑ سے اکھیڑنے کی قسم کھائی تھی لیکن نتیجہ کیا ہوا کہ آج احمدیت دنیا کے دو سو ممالک میں پھیل چکی ہے۔ پس یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کا پیارا سلسلہ ہے جس نے اپنے پیارے کو اس زمانے میں بھیج کر اسلام کی آبیاری کے لئے اس سلسلے کو جاری فرمایا ہے۔ اور ہر آن ہم اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے دیکھتے ہیں۔ پس اگر فکر کی کوئی بات ہوسکتی ہے تو یہ نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے سچے اور فرستادے نہیں۔ یا یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے وعدوں کو نعوذ باللہ پورا نہیں فرما رہا بلکہ فکر صرف اس بات پر ہونی چاہئے کہ ہم اپنے فرض کو احسن طور پر ادا کرنے والے ہیں یا نہیں؟ ہم دعاؤں کی طرف توجہ دینے والے ہیں یا نہیں، ہم انابت الی اللہ کا حق ادا کرنے والے ہیں یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی سے جھکنے والے

بقیہ صفحہ 8 پر

کمال ہے نا!!

ہمارے موتی، ہمارے ہیرے جو ان کو بھائے، کمال ہے نا!!
ہمارے دشمن ہمارے نقش قدم پہ آئے، کمال ہے نا!!

وہ سات رنگوں کی ساری دنیا جو ہم سے چھینے چلے گئے تھے
سو ہم نے قوس قزح سے اپنے یہ رنگ پائے، کمال ہے نا!!

ہماری راہوں پہ بو کے کانٹے، بچھا کے پتھر وہ ہنس رہے تھے
تو ہم بھی ان کی ہنسی پہ ہنس کے جو چل کے آئے، کمال ہے نا!!

کبھی تو یوں بھی ہوُا تھا لوگو!! وہ سارے دیپک بجھا گئے تھے
وہاں پہ ہم نے لہو کے دم سے دیے جلائے، کمال ہے نا!!

ہمارا صبرو قرار دیکھو!! ہماری ہمت کی داد بھی دو !!
ہم اپنے ہاتھوں جوان لاشے اٹھا کے لائے، کمال ہے نا!!

ہمیں بظاہر ذلیل و رسوا جو کر رہے تھے، وہ لوگ سارے
خود اپنے فتووں کی، اپنے لفظوں کی زد میں آئے، کمال ہے نا!!

تمہیں نے معبد گرا دئے تھے، تمہیں نے پہرے بڑھا دئے تھے
ہمارے لب پر درود ہی تھا، نہیں تھی ہائے، کمال ہے نا!!

تمہیں نے آگیں لگائیں جا جا، تمہیں تھے قاتل، تمہیں ستمگر
جلوس ہم نے نہیں نکالے، نہ شہر ڈھائے، کمال ہے نا!!

فراز !! ہم پر عنائتیں ہیں، یہ ساری وحدت کی برکتیں ہیں
نہیں تو اپنی الگ تھیں سوچیں، الگ تھی رائے، کمال ہے نا!!

اطہر حفیظ فراز

ظہیر احمد طاہر۔ جرمنی

نماز جمعہ کی اہمیت و فرضیت

جمعہ کے دن کی اہمیت وفضیلت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے بارہ میں قرآن شریف میں ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ جس کا نام سورۃ الجمعہ ہے۔ اس سورت میں مذکور ہے کہ نماز جمعہ کے وقت اپنے تمام کاروبار بند کرکے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عبادت کے لئے حاضر ہوجاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

’’اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن کے ایک حصہ میں نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ پس جب نماز ادا کی جاچکی ہو تو زمین میں منتشر ہوجاؤ اور اللہ کے فضل میں سے کچھ تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہوجاؤ۔‘‘

(الجمعہ:10)

جمعہ کا دن مومنوں کے لئے عید کے دن کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس بابرکت اجتماع کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے علاوہ وسیع پیمانے پر احباب سے ملاقات وتعارف حاصل ہوتا ہے۔ باہمی میل ملاقات سے قومی وجماعتی ضرورتوں کا علم ہوتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں قومی مقاصد کے متعلق غوروفکر کرنے کی طرف توجہ مبذول ہوتی ہے اور باہمی تعاون کے مواقع میسر آتے ہیں۔ خطبہ جمعہ میں کئے گئے وعظ ونصیحت کو سن کر انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف راغب ہوتا ہے اور اسے رضائے الٰہی کی طرف چلنے کی توفیق ملتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دنوں میں بہترین دن جن میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی میں وہ جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن ھبوطِ آدم ہوا (یعنی جنت سے نکلے بھی)۔ اور اس میں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں مسلمان بندہ جو بھی اللہ تعالیٰ سے طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے عطا کردیتا ہے۔

(ترمذی کتاب الجمعۃ باب فی الساعۃ التی ترجی فی یوم الجمعۃ)

جمعہ کی اہمیت

ہفتہ کے سات دنوں میں سے ایک دن کا اسلامی نام جمعہ ہے۔ یہ دن مسلمانوں کے لیے عید کا دن ہے۔ اس روز کسی بھی گاؤں، قصبے، شہر اور ان کے مضافات میں رہنے والے مسلمان نہادھو کر، صاف ستھرے کپڑے پہن کر اور خوشبو لگا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ایک جگہ اکٹھے ہوتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’یہ دن (جمعہ) عید ہے جسے اللہ نے مسلمانوں کے لئے بنایا ہے۔ پس جو کوئی جمعہ پر آئے اُسے چاہئے کہ وہ غسل کرے اور جس کے پاس خوشبو ہو وہ خوشبو لگائے اور مسواک کرنا اپنے لئے لازمی کرلو۔‘‘

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ فیھا باب ماجاء فی الزینۃ یوم الجمعۃ)

آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے جمعہ کے دن کو مسلمانوں کے لیے عید کا دن قرار دیتے ہوئے فرمایا:

اے مسلمانو! اس دن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے عید بنایا ہے۔ اس روز نہایا کرو اور مسواک ضرور کیا کرو۔

(المعجم الصغیر للطبرانی باب الحاء من اسمہ الحسن)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو جمعہ کے دن نہایا اسی طرح جس طرح جنابت میں نہایا جاتا ہے اور پھر (جمعہ کے لیے) چل پڑا۔ اس نے گویا ایک اونٹ کی قربانی کی اور جو دوسری گھڑی میں چلا، اُس نے گویا ایک گائے کی قربانی کی اور جو تیسری گھڑی میں چلا، اُس نے گویا ایک سینگوں والا میڈھا قربان کیا اور جو چوتھی گھڑی میں چلا تو اس نے گویا ایک مرغی کی قربانی کی اور جو پانچویں گھڑی میں چلا تو اس نے گویا ایک انڈا قربانی میں دیا۔ جب امام نکلتا ہے تو فرشتے وعظ ونصیحت سننے کے لیے حاضر ہوجاتے ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعۃ بَاب فَضْلُ الْجُمُعَۃِ۔ حدیث:۸۸۱)

انسان کے اعمال کا دارومدار اُس کے اعمال کے تفاوت کی بناء پر ہے اور اُسی کے مطابق کم یا زیادہ ثواب ملے گا۔ جو شخص جمعہ کے روز زیادہ اہتمام کرے اور جس قدر جلدی جمعہ کے لئے آئے اُسی قدر اس کا قدم قرب الٰہی میں آگے یا پیچھے ہوگا۔ ملائکہ کا وجود نیکی کی تحریکوں میں تقویت کا باعث بنتا ہے۔ پس وعظ ونصیحت اور دعاؤں کی قبولیت کے ان اوقات میں ہر مومن کو فرشتوں کی موجودگی سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب جمعہ کا دن ہوتا ہے مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں۔ وہ مسجد میں پہلے آنے والے کو پہلا لکھتے ہیں اور اسی طرح وہ آنے والوں کی فہرست ترتیب وار تیار کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب امام خطبہ دے کر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنا رجسٹر بند کردیتے ہیں۔

(صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب فضل التھجیر یوم الجمعۃ)

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا:

جو شخص جمعہ کے دن نہاتا ہے اور جہاں تک اس کے لئے پاک وصاف ہونا ممکن ہے پاک وصاف ہوتا ہے اور اپنے تیل میں سے تیل لگاتا ہے یا اپنے گھر کی خوشبو میں سے خوشبو لگاتا ہے۔ پھر نکلتا ہے اور دو آدمیوں کے درمیان گھس کر ان کو الگ نہیں کرتا۔ پھر نماز پڑھتا ہے جتنی اس کے لئے مقدر ہو۔ اس کے بعد امام لوگوں سے مخاطب ہوتا ہے تو وہ خاموشی سے سنتا ہے تو اس کے جو بھی گناہ اس جمعہ سے لے کر اگلے جمعہ تک ہوں ان سے اس کی مغفرت کردی جائے گی۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب الدُّھْنُ لِلْجُمُعَۃِ حدیث:۸۸۳)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو تیل یا خوشبو جیسی ضروریات کو اپنے پاس مہیا رکھنا چاہئے اور ان چھوٹی چھوٹی ضرورت کی چیزوں کو معمولی جان کر لوگوں سے نہیں مانگتے پھرنا چاہئے۔ ایک روایت میں آتا ہے:

وَمَسَّ مِنْ طِيبِ امْرَأَتِهِ اِنْ كَانَ لَهَا

(ابوداؤد کتاب الطھارۃ باب فی الغسل یوم الجمعۃ)

یعنی وہ اپنی بیوی سے خوشبو لے کر لگائے اگر اس کے پاس ہو۔

پس جمعہ کے روز نہادھو کر، صاف ستھرا لباس زیب تن کرکے، خوشبو لگا کر اوّل وقت میں مسجد پہنچے اور لوگوں کو کسی نوع کی تکلیف میں ڈالے بغیر نفل نماز ادا کرے اور خطبہ کا انتظار کرے اور پوری توجہ سے ہمہ تن گوش ہوکر خطبہ جمعہ سنے تو ان چھوٹے چھوٹے اعمال کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کی کثافت کو اس سے دور کردیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا اور فرمایا:

اس میں ایک گھڑی ہے جو مسلمان بندہ اس گھڑی کو ایسی حالت میں پائے گا کہ وہ (اس میں) کھڑا نماز پڑھ رہا ہوگا تو وہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے گا وہ اس کو ضرور دے گا اور آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ گھڑی تھوڑی سی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب اَلسَّاعَۃُ الَّتِیْ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ۔ حدیث:۹۳۵)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ رضی اللہ عنہ اس حدیث مبارکہ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

قبولیت کی اس گھڑی کی تعیین میں بیالیس اقوال مروی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ صحیح حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے کہ قبولیت کی گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے اور نماز سے فارغ ہونے کے درمیان ہے۔ (مسلم کتاب الجمعۃ باب فی الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ) اور اس بارہ میں حضرت عبداللہ بن سلامؓ کی روایت بھی بہت مشہور ہے کہ وہ گھڑی عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے ان پر اعتراض کیا ہے کہ اس وقت تو نماز جائز نہیں اور ان کی محولہ بالا روایت میں ہے۔ وَھُوَ قَآئِمٌ یُصَلِّی یعنی وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو۔ عبداللہ بن سلامؓ نے اس کا یہ جواب دیا کہ نماز کا انتظار کرنے والا بھی نماز میں ہی ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ یہ جواب سن کر خاموش ہوگئے۔ (فتح الباری جزء ثانی صفحہ 540) اس سے بعض نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہ روایتیں جن میں حدیث نبوی کے الفاظ سے قَآئِمٌ کا لفظ محذوف ہے۔ باعتبار لفظی صحت زیادہ صحیح ہیں۔ ورنہ حضرت ابوہریرہؓ حضرت عبداللہ بن سلامؓ کو لفظ قَآئِمٌ کی طرف توجہ دلاتے۔ کیونکہ کھڑے ہوکر نماز کا انتظار کرنا کوئی معنے نہیں رکھتا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کے نزدیک یہ لفظ ثابت شدہ نہیں اور نماز کی انتظار کرنے والا عموماً بیٹھا ہوتا ہے۔ اس لئے صلوٰۃ سے مطلق دعا اور نماز کی حالت مراد ہے۔ عبداللہ بن سلامؓ کی روایت بھی صحیح ہے۔ قَآئِمٌ یُصَلِّی کے الفاظ کی وجہ سے ان کی روایت باعتبار سند کمزور نہیں۔ کیونکہ لفظ ’’قیام‘‘ مجازاً مداومت کے مفہوم میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ قَآئِمٌ یُصَلِّی کے معنے ہوں گے دعا کرتا رہے۔ (فتح الباری جزء ثانی صفحہ 534) امام ابن حجر عسقلانیؒ نے مختلف اقوال پر جرح وقدح کرکے آخر میں اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ قبولیت کی گھڑی کا تعلق درحقیقت ہر نمازی کی اپنی معنویات سے ہے جو مختلف اوقات میں فیوض ربانیہ کا مورد بن کر استجابت دعا کی مستحق ہوتی ہیں۔ (فتح الباری جزء ثانی صفحہ 542 تا 543) یہ مذہب صحیح ہے اور اسی کو امام غزالیؒ اور دیگر اہل اللہ نے قبول کیا ہے۔ (فتح الباری جزء ثانی صفحہ 536) قرآن مجید میں اس مبارک گھڑی کو انابت الی اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ انابت کے معنی جھکاؤ۔ اس میں مضطرب انسان استجابت دعا سے نوازا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری جلد 2 صفحہ 330 تا 331۔ نظارت نشرواشاعت قادیان۔ 2006ء)

جمعہ کی فرضیت

قرآن شریف میں نماز جمعہ کی فرضیت سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰﴾

(الجمعہ:10)

’’اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن کے ایک حصہ میں نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔‘‘

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا:

ہم سب سے پیچھے آنے والے ہیں۔ قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔ ہاں اتنی بات ہے کہ ان کو ہم سے پہلے کتاب ملی۔ پھر یہی ان کا وہ دن ہے جو ان پر فرض کیا گیا تھا۔ تو انہوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس میں ہماری رہنمائی فرمائی۔ پس لوگ اس میں ہمارے پیچھے ہیں۔ یہود کا دن کل ہے اور نصاریٰ کا پرسوں۔

(بخاری کِتَابُ الْجُمُعَۃِ باب فَرْضُ الْجُمُعَۃِ۔ حدیث:876)

بعض فقہاء نے جمعہ کو عیدین کی طرح فرض کفایہ گردانا ہے۔ اس سلسلہ میں وہ ایک حدیث اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِيْدًا (مصنف عبدالرزاق۔ کتاب الجمعۃ۔ باب الغسل یوم الجمعۃ۔ جزء3 صفحہ 197) ’’یہ وہ دن ہے جسے اللہ نے عید بنایا ہے۔‘‘ سے یہ مسئلہ استنباط کرتے ہیں کہ جمعہ کا دن عید کی طرح ہے جبکہ قرآن کریم اور دیگر احادیث سے صراحتاً جمعہ کی فرضیت ثابت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک حدیث کے حوالہ سے جمعہ سے متعلق بعض ضروری امور اس کے آداب کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’طارق بن شہابؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ: ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ جمعہ ادا کرنا ایسا حق ہے جو واجب ہے یعنی فرض ہے۔ سوائے چار قسم کے افراد کے یعنی غلام، عورت، بچہ اور مریض۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ للمملوک والمرأۃ) تو ان چار کو چھوٹ دی گئی ہے۔ خاص طور پر بچوں والی عورتیں جن کے بالکل چھوٹے بچے ہیں جن کے رونے یا شور کرنے سے دوسرے ڈسٹرب ہو رہے ہوں اُن کی نماز خراب ہو رہی ہو، خطبہ سننے میں دقت پیدا ہو رہی ہو، ان کے لئے تو بہتر یہی ہے کہ وہ گھر میں ہی رہیں، گھر میں ہی نماز ادا کرلیا کریں۔ یہ جو چھوٹ دی گئی ہے یہ اپنی تکلیف یا مجبوری کے علاوہ دوسروں کو تکلیف سے بچانے کے لئے بھی ہے۔ اور پہلے یہاں ذکر ہے غلام کا، غلام تو اس زمانے میں رہے نہیں لیکن بعض دفعہ شیطان نفس میں ڈال دیتا ہے ملازم پیشہ سمجھتے ہیں کہ شاید ہم اس کی کیٹگری میں آ گئے۔ وہ اس میں نہیں ہیں، میں واضح کر دوں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ چھوٹے بچوں والی عورتوں کو تو جمعہ پڑھانے کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے۔ خدا کے نبی ﷺ نے یہ چھوٹ دی ہے تو اس سے فائدہ اٹھائیں اور جمعہ کے آداب کے لحاظ سے بھی ضروری ہے۔ جمعہ کا خطبہ جو ہے وہ بھی جمعہ کا حصہ ہے۔ اس لئے اس میں بھی خاموش بیٹھنا ضروری ہے۔ بچوں کے بولنے کی وجہ سے ماں باپ ان کو چپ کرواتے ہیں چاہے وہ آہستہ آواز میں چپ کروا رہے ہوں تو ساتھ بیٹھے ہوئے کو پھر بھی تکلیف ہوتی ہے، خاص طور پر عورتوں کی طرف سے کافی شکایتیں آتی ہیں۔ اس لئے احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ چھوٹے بچے اور ان کی مائیں گھر پر ہی رہیں...... آنحضرت ﷺ نے تو جائز وجہ سے بھی خطبے کے دوران بولنے کو ناپسند فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ: جمعے کے روز جب امام خطبہ دے رہا ہو اگر تم اپنے قریبی ساتھی کو اگر وہ بول رہا ہے تو اس کو کہو خاموش ہو جاؤ تو تمہارا یہ کہنا بھی لغو فعل ہے۔ (ترمذی کتاب الجمعۃ باب ماجاء فی کراھیۃ الکلام والامام یخطب) تو دیکھیں یوں خاموش کروانا، بول کے خاموش کروانے کی بھی پابندی ہے اس کو بھی ایک لغو قرار دیا گیا ہے۔ کسی کو بھی چپ کروانا ہو چاہے چھوٹے بچوں کو یا بڑوں کو تو ہاتھ کے اشارے سے چپ کروانا چاہئے...... اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمعہ کی اہمیت کو سمجھنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور اپنی ذمہ داریوں کو اس سلسلے میں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 26 نومبر تا 2 دسمبر 2004ء صفحہ 8)

جمعہ کب فرض ہوا؟

بعض فقہاء کا خیال ہے کہ جمعہ مدینہ میں فرض ہوا ہے اور وہ سورۃ جمعہ کی آیت يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ...... سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جمعہ مدینہ میں فرض ہوا ہے۔ اس سلسلہ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ رضی اللہ عنہ مذکورہ بالا آیت کریمہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

بعض نے مذکورہ بالا آیت سے جو مدنی سورۃ کی ہے یہ اخذ کیا ہے کہ جمعہ پہلے پہل مدینہ میں فرض ہوا تھا۔ (فتح الباری جز ثانی صفحہ 456) مگر آیت کے الفاظ اس کے متحمل نہیں بلکہ اس کے برعکس سیاق کلام سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جمعہ اس سورۃ کے نازل ہونے سے پہلے بھی پڑھا جاتا تھا اور بعض لوگ اس میں سستی کرتے تھے۔ اس لئے اس میں تاکیداً نصیحت کی گئی ہے کہ وہ اذان سن کر فوراً حاضر ہو جایا کریں۔ آیت اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ میں اَلصَّلٰوةِ کا الف لام عہدی کا ہے جو معہود ذہنی پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی وہ نماز جو لوگوں کے ذہنوں میں موجود ہے اور وہ اسے اچھی طرح جانتے ہیں کہ جمعہ کے دن کو کون سی نماز ہے جس میں مستعدی کے ساتھ حاضر ہونے کے لئے تاکید کی گئی ہے۔ حضرت کعبؓ بن مالک سے مروی ہے کہ حضرت اسدؓ بن زرارہ نے ہجرت سے پہلے انصار کو اکٹھا کر کے نماز جمعہ پڑھائی۔ (ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب فی فرض الجمعۃ) تفصیل کے لئے دیکھئے: فتح الباری جزء ثانی ص 458۔ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت سے پہلے بھی جمعہ پڑھا جاتا تھا۔ مؤرخین اسلام نے صراحت سے ذکر کیا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ کی طرف آ رہے تھے تو راستے میں ہی جمعہ آ گیا اور آپؐ نے بنی سالم بن عوف کی بستی میں جمعہ پڑھایا۔ (تاریخ طبری۔ ذکر ما کان من الامور المذکورۃ فی اوّل سنہ من الھجرۃ جزء ثانی صفحہ 7) اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ سورۃ جمعہ کے نزول سے بہت پہلے آپؐ کو نماز جمعہ کی ادائیگی کا حکم دیا گیا تھا۔ مکہ مکرمہ میں مسلمان جبر و تشدد کا تختۂ مشق تھے اور مدینہ منورہ میں وہ آزاد تھے۔ آپ نے حالات کو مدنظر رکھا اور چونکہ اس وقت تک فَاسْعَوْا کا حکم بالصراحت نازل نہیں ہوا تھا۔ اس لئے مکہ مکرمہ میں تکلیف مالایطاق میں نہیں ڈالا گیا۔ رہا یہ سوال کہ مکی سورتوں میں نماز جمعہ کی نسبت کہاں حکم ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جمعہ دراصل ظہر ہی کی نماز ہے۔ پانچ نمازوں کے علاوہ کوئی اور نماز نہیں اور ان پانچ نمازوں کی فرضیت قرآن مجید سے واضح ہے۔ نماز جمعہ کی باقی خصوصیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح قرآن مجید سے مستنبط فرمائیں یا وحی خفی کی تجلی سے آپؐ کو معلوم ہوئیں۔ جس طرح کہ پانچ نمازوں سے متعلق دوسرے احکام۔ یہ خیال صحیح نہیں کہ مدینہ والوں نے خود بخود اپنے اجتہاد سے عروبہ کے دن نماز جمعہ تجویز کرلی تھی اور ان کی تجویز کے مطابق حضرت اسدؓ بن زرارہ جیسے جلیل القدر صحابی نے جمعہ پڑھانا شروع کر دیا تھا۔ صحابہ کرامؓ تو معمولی معمولی باتوں میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھے بغیر قدم نہ اٹھاتے تھے۔ چہ جائیکہ شریعت کے احکام میں کمی یا زیادتی۔

(صحیح بخاری جلد 2 صفحہ 273 تا 274۔ نظارت نشر و اشاعت قادیان۔ 2006ء)

نماز جمعہ کا وقت

فقہ احمدیہ میں لکھا ہے:

جمعہ کی نماز کا وقت وہی ہے جو ظہر کی نماز کا ہے۔ البتہ امام وقت کی اشد ضروری سفر یا جنگی انداز کی اہم مصروفیت کے پیش نظر چاشت کے بعد اور زوال سے قبل بھی جمعہ پڑھا سکتا ہے۔ نماز جمعہ کے لئے جماعت شرط ہے۔ یہ نماز تمام بالغ تندرست مسلمانوں پر واجب ہے۔ البتہ معذور، نابینا، اپاہج، بیمار اور مسافر، نیز عورت کے لئے واجب نہیں۔ ہاں اگر یہ شامل ہو جائیں تو ان کی نماز جمعہ ہو جائے گی۔ ورنہ وہ ظہر کی نمازیں پڑھیں۔

(فقہ احمدیہ جلد اوّل (حصہ عبادات) صفحہ 161۔ مطبوعہ مئی 2004ء)

نیز لکھا ہے کہ:

قرآن و حدیث میں کہیں ایسا ذکر نہیں کہ جمعہ کے فرض ہونے کے لئے ضروری ہے کہ شہر پختہ ہو اور وہاں مسلمان حکومت ہو۔ اس کے برعکس طبرانی کی حدیث سے ثابت ہے کہ شہر ہو یا گاؤں اگر وہاں نماز پڑھانے والا کوئی ایسا پڑھا لکھا آدمی ہے جو امام بن سکے تو وہاں جمعہ واجب ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ اُمِّ عَبْدِ اللّٰهِ الدَّوْسِيَةِ مَرْفُوْعًا اَلْجُمُعَةُ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ قَرْيَةٍ فِيْهَاۤ اِمَامٌ وَّ اِنْ لَّمْ يَكُوْنُوْۤا اِلَّاۤ اَرْبَعَةٌ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّاِنْ لَّمْ يَكُوْنُوْۤا اِلَّا ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمُ الْاِمَامُ ۔

(طبرانی و ابن عدی بحوالہ نیل الاوطار صفحہ 3/231 باب انعقاد الجمعۃ باربعٍ واقامتھا فی القریٰ)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جمعہ ہر اس گاؤں میں واجب ہے جہاں نماز پڑھانے والا امام ہو خواہ مقتدی چار ہوں یا تین۔

حقیقت یہ ہے کہ بعض علماء نے محض احتیاط کے پیش نظر صرف وجوب کے لئے یہ شرائط بیان کی ہیں کیونکہ جمعہ کے لئے مختلف جگہوں سے بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں اور خاص انتظام کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ کوئی اختلاف اور گڑبڑ پیدا نہ ہو۔ اس لئے کسی منتظم ادارہ (خواہ بادشاہت کی صورت ہو یا جمہوری حکومت کی۔ انجمن کی ہو یا شہر کے بااثر لوگوں کی یونین جس کی لوگ باتیں مانیں) کا ہونا ضروری ہے۔ غرض یہ صرف انتظامی ہدایت ہے تاکہ امن عامہ میں کسی قسم کا خلل واقعہ نہ ہو۔ ورنہ یہ کوئی لازمی شرط نہیں کہ اس کے بغیر جمعہ نہ ہوسکے۔ پس اگر بسہولت انتظام ہوسکے اور کسی گڑبڑ کا خطرہ نہ ہو تو جمعہ کا پڑھنا ضروری ہے خواہ شہر ہو یا کوئی گاؤں وہاں حکومت کا کوئی بااقتدار نمائندہ ہو یا نہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے ہمیشہ جمعہ پڑھا ہے۔ خواہ آپ کسی شہر میں ہوتے یا گاؤں میں۔ کیونکہ یہ قرآن کریم کا حکم ہے اور قرآن کے ہر حکم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ عمل کرتے تھے۔ یہ امر بے شک درست ہے کہ جمعہ کے وجوب کے لئے بعض ایسی شروط ہیں کہ جن کے بغیر جمعہ صحیح نہیں ہوتا۔ مثلاً جمعہ کے لئے جماعت ایک ایسی شرط ہے کہ اس کے بغیر جمعہ درست نہ ہوگا۔ ایک شخص (فرد واحد) کے لئے جمعہ کا پڑھنا درست نہیں۔ وہ جمعہ کی بجائے ظہر پڑھے اس کے علاوہ بعض اور بھی مناسب شرائط ہیں جو وجوب جمعہ کا باعث بنتی ہیں لیکن ان میں سے بعض کے فقدان کے باوجود اگر کوئی جمعہ پڑھے تو اس کا جمعہ فرض

کی صورت میں ادا ہو گا اور وہ ظہر کے قائمقام بنے گا مثلاً عورت، مریض، مسافر اور غلام پر جمعہ واجب نہیں لیکن اگر وہ جمعہ پڑھیں تو ان کی طرف سے یہ بحیثیت فرض ادا ہو گا اور ان کے لئے یہ جائز نہ ہو گا کہ وہ اس کے بعد ظہر کی نماز بھی پڑھیں۔

(فقہ احمدیہ جلد اوّل صفحہ 166-164۔ مطبوعہ جون 2004ء)

نماز جمعہ کا طریق

سورج ڈھلنے کے ساتھ ہی پہلی اذان دی جائے۔ امام جب خطبہ پڑھنے کے لئے آئے تو دوسری اذان کہی جائے۔ پہلے خطبہ میں تشہد اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حسبِ موقع ایسی زبان میں ضروری نصائح کی جائیں جس کو لوگوں کی اکثریت سمجھتی ہو۔ اس خطبہ میں لوگوں کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی جائے۔ اس کے بعد ایک دو منٹ کے لئے خطیب خاموش ہو کر بیٹھ جائے۔ پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ عربی کے مقررہ مسنون الفاظ میں پڑھے۔ دونوں خطبے توجہ سے سننے چاہئیں۔ ان کے دَوران میں بولنا جائز نہیں۔ البتہ ضرورت پر ہاتھ یا اُنگلی کے اشارے سے کسی کو متوجہ کیا جاسکتا ہے ہاں امام اگر کوئی بات پوچھے تو جواب دینا چاہیے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد اقامت کہہ کر دو رکعت نماز باجماعت ادا کی جائے۔ نماز میں قرأت بالجہر ہو۔ خطبہ پڑھنے والا ہی نماز پڑھائے البتہ اگر کوئی اشد مجبوری ہو تو امام وقت کی ہدایت پر کوئی دوسرا شخص بھی نماز پڑھا سکتا ہے۔ جمعہ کی نماز سے پہلے اور بعد چار چار رکعت نماز سنت پڑھی جائے۔ بعد میں چار کی بجائے دو رکعت بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔

خطبہ کے دَوران میں پہنچنے والے شخص کے لئے مناسب ہے کہ وہ صفوں کو پھلانگ کر آگے جانے کی کوشش نہ کرے۔ اگر وہ چاہے تو جلدی جلدی دو رکعت نماز سنت ادا کرسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے آخری قعدہ میں شامل ہو تو وہ بھی دو رکعت پوری کرے کیونکہ اتحاد نیت کی وجہ سے رکعتوں کی تعداد اتنی ہی رہے گی جتنی امام نے پڑھی ہیں البتہ ثواب ضرور کم ہو گا۔ جمعہ کی نماز کی کوئی قضاء نہیں۔ اگر وقت کے اندر جمعہ نہ پڑھا جاسکے تو پھر ظہر کی نماز پڑھی جائے۔

(فقہ احمدیہ جلد اوّل صفحہ 162۔ مطبوعہ مئی 2004ء)

خطبہ ثانیہ کے مسنون الفاظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ۔ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا۔ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ۔ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ نَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔ اُذْکُرُ اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

یعنی ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کا حق ہے اس لئے ہم اس کی تعریف کرتے ہیں۔ اور اس سے مدد چاہتے ہیں اور اس کی مغفرت کے طالب ہیں۔ اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر توکل کرتے ہیں۔ اور ہم اپنے نفس کے شرور اور اپنے اعمال کے بدنتائج سے اس کی پناہ چاہتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اُسے کوئی بھی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کی گمراہی کا وہ اعلان کرے اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس نے یہ درسِ توحید ہمیں دیا اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے اللہ کے بندو تم پر اللہ رحم کرے۔ وہ عدل اور انصاف کا حکم دیتا ہے۔ اور قریبی رشتہ داروں سے اچھے سلوک کا ارشاد فرماتا ہے اور بے حیائی، بُری باتوں اور باغیانہ خیالات سے روکتا ہے۔ وہ تمہیں اس بناء پر نصیحت کرتا ہے کہ تم میں نصیحت قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرو وہ تمہیں یاد کرے گا۔ اُسے بلاؤ وہ تمہیں جواب دے گا۔ اللہ تعالیٰ کا یاد کرنا سب سے بڑی نعمت ہے۔

(ترجمہ از فقہ احمدیہ جلد اوّل صفحہ 163۔ نظارت نشرواشاعت قادیان)

خطبہ جمعہ کی اہمیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد ارشادات سے علم ہوتا ہے کہ خطبہ جمعہ نماز جمعہ کا ہی حصہ ہے اور اسے بہت غور اور توجہ سے سننا چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر نماز جمعہ کی اہمیت وفضیلت اور برکات بیان فرمائیں اور اس کے آخر پر فرمایا کہ جب امام نکلتا ہے تو فرشتے اپنے کاغذ لپیٹ کر خطبہ سننے لگ جاتے ہیں۔ گویا فرشتوں کا خطبہ سننے میں مشغول ہونا اس بات کی علامت ہے کہ خطبہ جمعہ کو بہت غور اور تدبر سے سنا جائے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو ملائکہ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر لکھتے ہیں جو پہلے آتا ہے، اس کا پہلے اور سویرے جانے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اونٹ کی قربانی کرتا ہے۔ پھر اس شخص کی جو ایک گائے کی اور پھر اس کی جو ایک مینڈھے کی۔ پھر اس کی جو مرغی کی قربانی کرتا ہے۔ پھر اس کی جو انڈے کی قربانی کرتا ہے۔ پھر جب امام نکلتا ہے تو وہ اپنے کاغذ لپیٹ لیتے ہیں اور غور سے نصیحت سنتے ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب الْاِسْتِمَاعِ اِلَی الْخُطْبَۃِ حدیث:۹۲۹)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر تم اپنے ساتھی سے جمعہ کے وقت جبکہ امام لوگوں سے مخاطب ہو کہو چپ رہو تو تم نے بھی لغو بات کی۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب الْاِنْصَاتِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ حدیث ۹۳۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشادِ مبارک ہے:

جس نے عمدگی سے وضو کیا، پھر جمعہ کے لئے آیا، امام کے قریب ہو کر بیٹھا اور خاموشی اور توجہ سے خطبہ سنا تو اس کے اس جمعہ اور پچھلے جمعہ کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے بلکہ تین دن زیادہ کے بھی اور جو کنکروں سے کھیلتا رہا اس نے لغو کام کیا۔

(ترمذی ابواب الجمعہ باب فی الوضوء یوم الجمعہ)

جمعہ اور درود شریف

جمعہ کے روز کثرت کے درود شریف پڑھنے کی بہت فضیلت و برکات بیان ہوئی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دنوں میں سے بہترین دن جمعہ کا دن ہے اس دن مجھ پر بہت زیادہ درود بھیجا کرو کیونکہ اس دن تمہارا یہ درود میرے سامنے پیش کیا جائے گا۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب تفریع ابواب الجمعۃ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس حدیث کی حوالہ سے فرماتے ہیں:

’’تو دیکھیں یہاں بھی جمعہ کی اہمیت درود کے حوالے سے بتائی گئی ہے اور درود آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو شفاعت کا حق عطا فرمایا ہے۔ پھر یہ جمعہ کا درود ہی ہے اگر ہم بھیجیں گے تو آپ کو پیش ہو کر ہمارے کھاتے میں جمع ہوتا چلا جائے گا۔ بلکہ ہر وقت درود بھیجنا چاہئے ورجمعہ پہ خاص طور پر۔ تو یہ جمعہ کے دن کی اہمیت بناتے کے لیے ہے۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 26 نومبر تا 2 دسمبر 2004ء صفحہ 6)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ہمیشہ اپنے تمام حکموں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم راضی اور خوش ہوجائے۔ آمین

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَرٰی مَکَانِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ لَا یَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِیْ اَنَا الْبَآئِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِہٖ اَسْئَلُکَ مَسْئَلَۃَ الْمِسْکِیْنِ وَاَبْتَھِلُ اِلَیْکَ اِبْتِھَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ وَاَدْعُوْکَ دُعَآءَ الْخَآئِفِ الضَّرِیْرِ مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقَبَتُہٗ وَفَاضَتْ لَکَ عَبْرَتُہٗ وَذَلَّ لَکَ جِسْمُہٗ وَرَغِمَ لَکَ اَنْفُہٗ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَآئِکَ شَقِیًّا وَّکُنْ بِیْ رَؤُفًا رَّحِیْمًا یَا خَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ وَیَا خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ۔

(مجمع الزوائد ھیثمی مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:

اے اللہ تو میری بات سن رہا ہے اور میری جگہ دیکھ رہا ہے، میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے، میری کوئی بات تجھ سے چھپی نہیں اور میں سختی میں مبتلا ہوں، فریاد کنندہ پناہ کا طالب ہوں، خوف زدہ ہوں، لرز رہا ہوں اپنے گناہوں کا پورا پورا اقرار کرتا ہوں، تجھ سے سوال کرتا ہوں، جس طرح مسکین سوال کرتا ہے، گڑگڑاتا ہوں تیرے سامنے ذلیل مجرم کی طرح اور تجھ کو پکارتا ہوں جیسا ایک مصیبت زدہ ڈرنے والا پکارتا ہے اور اس کی طرح پکارتا ہوں جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہوئی ہو اور جس کے آنسو جاری ہوں اور جس کا سارا جسم تیرے سامنے ذلیل پڑا ہو اور اس کی ناک خاک آلود ہو اے اللہ آپ مجھے مانگنے میں محروم نہ فرما اور میرے لئے بڑے مہربان اور رحیم ہوجا، اے اللہ سوال کئے جانے میں اور بخشنے والے میں آپ سب سے بہتر ہیں۔

یہ سید ومولیٰ، مقدس الانبیاء، رحمۃ للعالمین، پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں خدا تعالیٰ کے حضور درد و تضرع سے بھری عاجزانہ دعا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عرفہ کے دن زوال کے بعد ان دس کلموں کو ہزار بار پڑھ لے تو ضرور خداوند قدوس اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں مگر وہ قطع رحمی اور گناہ کی دعا نہ مانگے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات کی دعاؤں میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا ہے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

درثمین احمد ۔ جرمنی

اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ

حضرت حسین بی بیؓ (چوہدرانی)

ابتدائی حالات

آج میں اپنے خاندان کی جس شخصیت کے بارے میں مضمون لکھ رہی ہوں وہ میری پر دادی حسین بی بی صاحبہ ہیں۔ آپ احمدیت کی فدائیت اور جان نثاری میں اپنی مثال آپ تھیں۔ اس زمانہ کے دستور کے مطابق میری پر دادی جان کی دنیاوی تعلیم پرائمری تھی مگر آپکو قرآن و حدیث پر بھی مکمل عبور حاصل تھا۔ آپ کی دینداری ہی وہ خاص وجہ تھی جس کی بدولت آپ کو اول احمدیت کو قبول کرنے اور پھر امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا دیدار کرنیکی سعادت نصیب ہوئی۔ اگرچہ کہ آپ نے بعض خاندانی مجبوریوں کے باعث باقاعدہ بیعت کا اقرار (میرے علم کے مطابق) حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے دور خلافت میں کیا تھا مگر اس بات کے بھی نہایت ٹھوس شواہد موجود ہیں جن سے علم ہوتا ہے کہ آپ کو ایمان کی دولت اس سے بہت پہلے نصیب ہو چکی تھی جس کو آپ نے مخصوص حالات کے باعث خفیہ رکھا ہوا تھا۔ ان حالات کا مفصل ذکر آگے بیان ہوگا۔

خاندانی حالات و شادی

پر دادی جان تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے ایک معزز تارڑ گھرانہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ کی شادی اندازاً 1890ء میں میرے پر دادا چوہدری خان محمد صاحب نمبردار قوم جٹ وڑائچ، ساکن سعد اللہ پور، تحصیل پھالیہ ضلع گجرات سے سرانجام پائی۔ میرے پر دادا جان اپنے والد کی اکلوتی اولاد تھے۔ ان کی پیدائش اپنے والد چوہدری عبد اللہ خان صاحب نمبردار (جن کا ذکر حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی خود نوشت حیات قدسی میں سعد اللہ پور کے حوالہ سے کیا ہے کہ وہ چوہدری اللہ داد صاحب کے چچا تھے) آپ کی وفات کے پانچ ماہ بعد اندازاً 1868ء میں ہوئی تھی۔ (پر دادی محترمہ حسین بی بی صاحبہ کا سن پیدائش معلوم نہیں ہو سکا۔)

آپ کی اولاد

محترمہ حسین بی بی صاحبہ کو خدا تعالیٰ نے چار بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا تھا۔ سب سے بڑے بیٹے مکرم سردار خان صاحب، دوسرے مکرم نذر محمد صاحب، تیسرے مکرم غلام احمد صاحب، چھوٹے مکرم عنایت اللہ صاحب اور مکرمہ سردار بی بی صاحبہ بیٹی تھی۔ مکرم غلام احمد چھوٹی عمر ہی میں فوت ہو گئے۔ میرے دادا مکرم نذر محمد صاحب دوسرے بیٹے تھے۔

قبولیت احمدیت

میرے والد صاحب کے سب سے بڑے تایا مکرم سردار خان صاحب جب پانچویں جماعت کے طالب علم تھے اور ان کے استاد مولوی غلام علی صاحب رضی اللہ عنہ آف راجیکی جو کہ حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ (ان کی شادی مولوی غلام غوث رضی اللہ عنہ امام مسجد سعد اللہ پور کی بیٹی مکرمہ رابعہ بی بی صاحبہ سے ہوئی تھی جو بعد میں خدا کے فضل اور حضرت مولوی راجیکی صاحب رضی اللہ عنہ کی تبلیغ کی بدولت احمدی ہوئے اور صحابی ہونے کا اعزاز پایا)

مولوی غلام علی صاحب رضی اللہ عنہ کو پتہ تھا کہ سردار خان گاؤں کے نمبردار مکرم چوہدری خان محمد صاحب کا بیٹا ہے۔ ان کی دلی تمنا تھی کہ یہ خاندان احمدی ہو جائے تو اس طرح خدا کے فضل سے احمدیت کی ترقی کے اس گاؤں میں دروازے کھلیں گے۔ چنانچہ انہوں نے تایا جی مکرم سردار خان صاحب کو کہا کہ آپ قادیان میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو خط لکھیں کہ ''دعا فرمائیں کہ میں سنٹر کے پرائمری کے امتحان میں اوّل آجاؤں۔'' اور اگر تم اوّل آگئے تو اپنی والدہ سے کہنا کہ میں نے احمدیت قبول کرنی ہے۔ چونکہ ہمارے پر دادا جان تو بڑے سخت مزاج اور دبدبہ والے انسان تھے اور ان کے سامنے ایسی بات کرنے کی کسی کی جرأت نہ تھی لہٰذا تایا جی نے اپنی والدہ مکرمہ حسین بی بی صاحبہ سے مولوی غلام علی رضی اللہ عنہ راجیکی صاحب ہیڈ ماسٹر پرائمری سکول سعد اللہ پور (جو کہ بمع اپنے سسرال احمدیت کو قبول کر چکے تھے) کا تذکرہ کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خط لکھنے کی اجازت مانگی اور ساتھ شرط بھی بتائی۔ میری پر دادی نے کہا: بیٹا! خط ضرور لکھو اور میں بھی دعا مانگتی ہوں تم بھی دعا کرو کہ ''اللہ تعالیٰ ہم کو اس عہد کو نبھانے کی توفیق دے۔'' لہٰذا تایا جی مکرم سردار خان صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں خط تحریر کیا اور پرائمری کا امتحان دیا۔ خدا کے فضل سے جوکالیاں امتحانی سنٹر جس میں تقریباً 10 سکولوں کے بچوں نے امتحان دیا تایا جی مکرم سردار خان صاحب سارے سنٹر میں اوّل آئے اور وظیفہ بھی حاصل کیا۔ خدا کے اس فضل کو دیکھ کر اور خدا کے مسیحؑ کی دعا کا معجزہ دیکھ کر تایا جی اور پر دادی جان کے لئے اب کوئی دوسرا راستہ نہ تھا، لہٰذا دلی طور پر تو دونوں ماں بیٹا احمدی ہو گئے مگر باقاعدہ طور پہ بیعت نہ کی کیونکہ میرے پر دادا جان جو کہ گاؤں سعد اللہ پور اور مسیت والی کے نمبردار اور ظاہری جاہ وجلال کے مالک تھے، ان سے میری پر دادی جان نے وقتی طور پر قبولیت احمدیت کو مخفی رکھا مگر چندہ دینا شروع کر دیا جو کہ بسا اوقات اناج، چاول، مکھن وغیرہ کی صورت میں ہوا کرتا تھا۔ تایا جی مکرم سردار خان صاحب کے بارے میں ایک تبدیلی کا ذکر کرنا چاہوں گی جو اُن میں قبولیت احمدیت کی بدولت رونما ہوئی تھی۔ اس زمانے میں زمیندار اور صاحب حیثیت گھرانوں کے لوگوں میں عام رواج تھا کہ اپنی حیثیت کے اظہار کے طور پر مرد وزن عام طور سے زیورات پہنا کرتے تھے۔ اسی طرح سردار خان صاحب نے بھی کانوں میں مندریاں (بالیاں) پہن رکھی تھیں۔ آپ چونکہ مولوی غلام علی صاحب رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے اور انہی کی تبلیغ سے احمدی بھی ہوئے تھے۔ وہ آپ کو اکثر کہا کرتے تھے کہ مردوں کے لئے سونا پہننا حرام ہے لہٰذا قبولیت احمدیت کے ارادہ کے بعد جو سب سے پہلا کام آپ نے کیا وہ یہ تھا کہ سونے کی وہ بالیاں جو کانوں میں پہن رکھی تھیں فوراً گھر جا کر والدہ صاحبہ سے کہا کہ ان کو کاٹ دیں۔

میری پر دادی جی جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام جہلم تشریف لائے تو گھر والوں کے علم میں لائے بغیر دیدار کے لئے اس وقت کی سفر کی کٹھن صعوبتوں کو برداشت کرتے ہوئے گھوڑی پر طویل مسافت طے کر کے جہلم پہنچیں، اور غالباً (کیونکہ اسکی کوئی شہادت نہیں مل سکی مگر یہ بات مسلم ہے کہ آپ زیارت کے لئے تشریف لے گئیں تھیں) اپنے بیٹے کے ساتھ حضرت اقدس علیہ السلام سے ملاقات کا شرف بھی حاصل کیا۔ جہلم کے سفر سے واپسی پر تو اس قدر بیتاب رہنے لگیں کہ جلد وہ وقت آئے کہ میں ظاہری بیعت بھی کرلوں۔ مگر پر دادا جان کی سخت گیری کا خوف ہمہ وقت دامن گیر رہتا تھا۔ خدا کے حضور مسلسل دعائیں کرتی تھیں۔ روزانہ جب دودھ سے مکھن نکالتیں تو ایک علیحدہ برتن میں مکھن ڈالتی جاتی تھیں اور جب جمع ہو جاتا تو مولوی غلام غوث رضی اللہ عنہ امام مسجد سعد اللہ پور جو کہ احمدیوں کی مسجد کے امام تھے ان کے گھر دے دیتی اور فصل کی آمد میں سے بھی ملازموں کو کہہ رکھا تھا کہ حصہ باہر سے ہی جنس کی مد میں میانوں کے گھر دے آنا۔ اگر چوہدری کو پتہ چل گیا تو ہماری خیر نہیں۔ ان تمام احتیاطوں کے باوجود حق کا نور آخر کب تک باقی گھر والوں کی نظروں سے اوجھل رہ سکتا تھا۔ بالآخر میرے پر دادا جان کو اس بات کا علم ہوگیا کہ ماں بیٹا احمدی ہو چکے ہیں اور میرے خوف کی وجہ سے بیعت نہیں کر رہے۔ یہ جان کر پر دادا جان نے اپنا رویہ مزید سخت کر لیا اور ہر اس حربہ کو اختیار کیا جس سے آپ اپنی بیوی اور بیٹے کو احمدیت سے برگشتہ کرنے میں کامیاب ہو سکتے۔ آئے دن کی لڑائیوں جھگڑوں کی وجہ سے گھر کا سکون تباہ ہو چکا تھا۔ پر دادی جان ناراض ہو کر اپنے میکے پھالیہ چلی گئیں، میکے والے بھی الگ ناراض تھے کہ تم کیوں احمدیت کے پیچھے اپنا گھر برباد کر رہی ہو؟ پر دادا جان مولوی غلام علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی برا بھلا کہنے لگے کہ تم نے میرے بیٹے اور بیوی کو خراب کیا ہے۔ لیکن میری پر دادی کے پایۂ استقلال میں لغزش نہ آئی اور ہر صعوبت برداشت کی مگر خدا کے گھر سے ناامید نہ ہوئیں اور دعا کرتی رہیں کہ اے خدا! چوہدری صاحب کو صراط مستقیم دکھا۔

باقاعدہ بیعت

پر دادا جان کی تمام کوششوں کے باوجود جب دونوں ماں، بیٹا نے احمدیت سے منہ نہ موڑا تو آخر وہ خود مجبور ہو گئے اور بیٹے اور بیوی کے کامل استقلال کے آگے جھک گئے کیونکہ آپ کو اپنے بڑے بیٹے مکرم سردار خان صاحب سے بے پناہ محبت تھی اور آپ ان کی جدائی کو برداشت نہیں کر سکتے تھے چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں اندازاً 1910ء میں بفضل تعالیٰ سب گھر والوں نے باقاعدہ بیعت کر لی۔

اوصاف حمیدہ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وابستگی

میری پر دادی حسین بی بی صاحبہ واقعتاً ایک نہایت حسین اور بارعب شخصیت کی مالکہ تھیں۔ سعد اللہ پور میں سب ان کو ''چوہدرانی'' کہہ کر پکارتے تھے۔ نام سے بہت کم لوگوں کی واقفیت تھی۔ خدا کے فضل سے بہت مخیر اور نیک خاتون تھیں۔ گھر میں اور پر دادا جان کے ڈیرہ پر جو کام کرنے والے ملازمین تھے انکا خاص خیال رکھتی تھیں۔ غریب لڑکیوں کی شادیوں پر بلا امتیاز قوم و مذہب اخراجات برداشت کرتی تھیں۔ چندہ کی بے حد پابند تھیں۔ فصل کے علاوہ گھر میں جو گھی بنتا تھا اس کا بھی چندہ دیتی تھیں۔ ہر سال باقاعدگی سے بچوں کو ساتھ لیکر قادیان جاتی تھیں۔ ہر سال نیا بستر بنا کر لے جاتیں اور واپسی پر قادیان چھوڑ آتی تھیں۔ اسی طرح ہر مرتبہ سرسوں کا ساگ، مکھن اور سرسوں کا تیل بڑے شوق سے خود اپنی نگرانی میں کولہو سے بنوا کر اماں جان حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے بطور تحفہ لیکر جاتی تھیں۔ اس بات کا انکشاف حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (میرے والد کی تائی جان) مکرمہ نیک بی بی صاحبہ سے پردادی جان کی وفات کے بعد 1940ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک ملاقات میں کہا:

''آپ کی ساس بڑی نیک خاتون تھیں۔سلسلہ کی بڑی فدائی اور پرکشش شخصیت کی حامل تھیں اور میرے لئے ہر سال ساگ، مکھن اور سرسوں کا تیل لاتی تھیں۔''

بنی نوع انسان سے ہمدردی

سعداللہ پور میں جس کسی کو کسی چیز کی ضرورت پڑتی تو وہ چوہدرانی کے پاس آتی تھیں۔اس وقت کے رواج کے مطابق گھریلو سامان زندگی،بڑے سائز کے دستی پنکھے،چارپائیاں،بستر جو کہ اس وقت کے رواج کے مطابق اور ضروری تھے،میری پردادی سے ملتے تھے،اور گاؤں میں ہمارا گھرانہ بڑا اور صاحب حیثیت سمجھا جاتا تھا،جہاں اللہ کے فضل سے ضروریات زندگی کی ہر شئے میسر تھی۔اور یہ سب کچھ احمدیت کی برکت اور میری پردادی کی عقل و دانش کی بدولت تھا کہ ہر کوئی (چوہدرانی) پردادی جی سے مشورہ کرتا تھا۔اڑوس، پڑوس میں اگر کسی عورت کی زچگی ہوتی تو گھر سے دودھ، کپڑے اور دال بناکر دیتی تھیں اور اس بات کا کسی کو کانوں کان پتہ بھی نہ چلتا تھا۔غریبوں کے علاوہ سفید پوشوں کا بھی خیال رکھتی تھیں۔ایک سفید پوش کی بچی کی شادی تھی۔سارا جہیز بنایا یہاں تک کہ جو اس بچی کو مہندی لگائی گئی اس کی رقم بھی پردادی جی نے ادا کی۔جماعتی کاموں کو دنیاداری پر بہت ترجیح دیتی تھیں اور جو شخص جماعت کا مخالف ہوتا خواہ وہ کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو اس سے ہرگز بات کرنا پسند نہ کرتی تھیں،بہت مہمان نواز تھیں، کھانے بہت خوش ذائقہ پکاتی تھیں۔

ہمارے پرداداجان نمبردار تھے اور اس وجہ سے مہمانداری کافی زیادہ ہوا کرتی تھی۔سرکاری اہل کار، تحصیل دار، تھانیدار، پٹواری ہر وقت آتے جاتے رہتے تھے۔چونکہ کشتی کے ذریعہ زیادہ تر آمدورفت ہوا کرتی تھی اس لئے بسااوقات دریا میں طغیانی کی وجہ سے کئی کئی دن کشتی نہ چل سکتی تھی اور مہمان ہمارے ڈیرہ پر رہتے تھے۔پردادی جان ہمیشہ خندہ پیشانی سے ان کی خدمت اور مہمان نوازی کرتیں۔ایک دفعہ رات کو دس بارہ مسافر مہمان آگئے۔گھر میں آٹا نہ تھا۔آپ نے خود چکی پر آٹا پیس کر مہمانوں کو روٹی کھلائی اور ساتھ میں دیر ہونے کی معذرت بھی بجھوائی۔مرکز سے آنے والے مہمانوں کی بہت قدر اور خاطر مدارات کرتی تھیں۔کیونکہ خود خواندہ تھیں اس لئے ناخواندہ خواتین کو ان کے خطوط پڑھ کر سناتی تھیں۔آپ کو درثمین کے بے شمار اشعار زبانی یاد تھے۔اسی طرح پنجابی اشعار جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حمد میں تھے زبانی یاد تھے۔اکثر بچیاں آپ سے قرآن کریم ناظرہ پڑھتی تھیں۔

بچوں کی تعلیم و تربیت

میری پردادی جی نے اپنے بچوں کی بہترین رنگ میں دینی تربیت کی۔آپ رضی اللہ عنھا کے بڑے بیٹے سردار خان فدائی احمدی تھے۔بیٹی کی چھوٹی عمر میں شادی کردی تھی۔بڑے بیٹے سردار خان صاحب نے جیسا کہ اوپر ذکر ہے اعلیٰ نمبروں سے میٹرک پاس کیا اور وظیفہ حاصل کیا اور اسلامیہ کالج لاہور میں داخل ہوگئے۔اس وقت ضلع گجرات کی تحصیل پھالیہ کے صرف دو لڑکے اسلامیہ کالج میں پڑھتے تھے۔اس زمانہ میں بچوں کو لاہور میں پڑھانا بہت مشکل اور مہنگا تھا،لیکن میری پردادی جان کو تحصیل علم کا شوق تھا،اس لئے آپ نے اپنے بڑے بیٹے کو لاہور داخل کرادیا اور F.A کرایا جس کی پورے علاقے میں بڑی دھوم مچی۔میرے دادا جان مکرم نذر محمد صاحب مڈل تک پڑھ سکے۔آپ اپنے والد صاحب کے ساتھ زمینداری میں ہاتھ بٹاتے تھے۔میرے والد صاحب کے چھوٹے چچا نے 1945ء میں میٹرک کا امتحان شادی کے بعد دیا۔میرے والد کے تایا جان مکرم سردار خان صاحب اور چچا مکرم عنایت اللہ صاحب دونوں بھائی کواپریٹو ڈیپارٹمنٹ میں ملازم تھے۔دنیاوی تعلیم کے ساتھ آپ نے بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کا بھی بے حد خیال رکھا کہ جس کی بدولت تمام بچے نا صرف خود دینی لحاظ سے بہت فعال اور جماعت کے فدائی تھے بلکہ آج چوتھی نسل جاری ہے جو خدا کے فضل سے سلسلہ کے ساتھ ایک مضبوط تعلق رکھتی ہے۔

مسجد احمدیہ کا قیام

احمدی احباب جو 1910ء تک مولوی غلام غوث صاحب رضی اللہ عنہ کے گھر میں ہی نماز ادا کیا کرتے تھے۔پردادا جان کی بیعت کے بعد گاؤں کی جامع مسجد میں نماز ادا کرنے لگے۔اس مسجد کے آدھ حصہ میں جماعت احمدیہ اور آدھ حصہ میں جماعت اہل سنت نماز ادا کرتے تھے۔یہ سلسلہ خدا کے فضل سے 1981ء تک یعنی 71 سال اس طرح جاری رہا کہ اگر احمدی احباب نے پہلے نماز شروع کی ہے تو اہل سنت انتظار کرتے اور اگر نماز اہل سنت نے شروع کی تو احمدی احباب انتظار کرتے اور جمعہ کی نماز صرف جماعت احمدیہ ادا کرتی۔اہل سنت جمعہ کی نماز دوسری مسجد میں ادا کرتے۔1953ء اور 1974ء کے نامساعد حالات میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور بفضل تعالیٰ کوئی ایسا ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آیا کہ احمدیوں کو نماز سے روکا گیا ہو۔1980ء میں مسجد کی حالت کافی خستہ ہوگئی اور اس کو شہید کرکے دوبارہ تعمیر کا ارادہ کیا گیا۔ساری برادری نے میرے والد صاحب کے چچا مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب کو انچارج مقرر کیا کہ جو مرضی فیصلہ کریں۔انہوں نے دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے اکٹھے مسجد بنانے کی تجویز کو منظور نہ کیا اور فیصلہ ہوا کہ ایک پارٹی زمین رکھ لے اور دوسری پارٹی ملبہ،میٹریل لے لے۔ہمارے پاس کیونکہ ایک مشترکہ جگہ موجود تھی جس پر قبضہ بھی ہمارے خاندان کا تھا اور ساتھ والا گھر میرے دادا مکرم نذر محمد صاحب کا تھا،اس لئے وہاں پر ایک عالیشان مسجد تعمیر کر لی گئی۔1980ء میں اس مسجد کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ جو اس وقت ابھی منصب خلافت پر متمکن نہ تھے اور (حضرت) مرزا طاہر احمد صاحب کے نام سے معروف تھے، نے اپنے دست مبارک سے کیا۔ضلع گجرات کے قرب وجوار سے سینکڑوں احمدی اس بابرکت تقریب میں شامل ہوئے۔دوپہر کا کھانا اور 4 بجے چائے کا انتظام میرے والد صاحب کے چچا اور ان کے بیٹے کی زیر نگرانی تھا۔حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے کھانے کی بہت تعریف کی اور وہ اس تقریب سے بے حد خوش تھے۔آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کی آبادی کے لئے لمبی دعائیں کیں کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔(آمین)۔مسجد احمدیہ کی تعمیر کے لئے میرے والد صاحب کے چچاجان مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب نے مالی قربانی کرتے ہوئے اپنی زرعی زمین بیچ کر مسجد پر لگائی۔اور اس سلسلہ میں انہوں نے مخیر حضرات سے بھی اس مسجد کے لئے چندہ وصول کیا اور تقریباً 85ہزار کی خطیر رقم اکٹھی کرکے دی۔آج وہاں الحمد للہ ایک عظیم الشان مسجد موجود ہے۔

احمدیہ قبرستان کا قیام

جس طرح معجزاتی طور پر مسجد تیار ہوئی،اسی طرح وہاں پر احمدیوں کا قبرستان بننا بھی ایک معجزہ ہے۔ہمارا گاؤں دریائے چناب کے کنارے پر واقع ہے۔وہاں ایک وڑائچوں کا قبرستان تھا جو عین دریا کے کنارہ پر تھا۔اس کے ساتھ 1965ء میں ہیڈ خانکی سے ہیڈ قادرآباد تک ایک بہت بڑا بند بنادیا گیا ہے جس کی وجہ سے ہر سال دریا میں طغیانی سے قبرستان میں پانی آجاتا تھا۔میرے پردادا جان جو 28جون 1966ء کو اس دار فانی سے رخصت ہوئے نے وصیت کی تھی کہ میری قبر سڑک کے کنارے فلاں جگہ بنانا۔لہٰذا 1966ء میں میرے پردادا جان مکرم چوہدری خان محمد صاحب کی اکیلی قبر تھی جو اس وقت انکی ذاتی زمین پر بنائی گئی تھی۔1966ء میں ہی دو اور احمدی بھی اس قبرستان میں دفن ہوئے۔قصہ مختصر وہ قبرستان جو میرے پردادا جان کی خواہش پر بنا تھا آج جماعت احمدیہ کا قبرستان کہلاتا ہے۔ضیاءالحق کے زمانہ میں جب احمدیوں پر ہر جانب زمین تنگ کر دی گئی اور خفیہ ہاتھ بھی سر اٹھانے لگے تو تھوڑی بہت اس قبرستان کی بھی مخالفت کی گئی مگر الحمد للہ کہ ہر سازش ناکام ہوئی۔

عید گاہ اور مربی ہاؤس کا قیام

اسی طرح جماعت کی اپنی عید گاہ بھی ہے جس کیلئے میرے پردادا جان نے گاؤں کے بالکل ساتھ 2 کنال زمین جماعت کو پیش کی تھی جس کو پچ کر چاردیواری بنائی گئی۔اسی طرح مکرم سردار خان صاحب کی بیٹیوں کو اللہ تعالیٰ نے مربی ہاؤس بنانے کی توفیق عطا کی چنانچہ آج گاؤں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا اپنا مربی ہاؤس،عید گاہ،مسجد اور قبرستان موجود ہے۔محترمہ پردادی جان اللہ کے فضل سے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھیں۔آپ کا نمبر 03143 ہے۔پرانی فہرست میں آپ کا نام سہواً ''سردار بی بی اہلیہ محمد خان'' درج ہے۔ریکارڈ میں درست کروا دیا گیا ہے۔

وفات

میری پردادی صاحبہ نے 1940 ء میں وفات پائی اور پردادا جان 1966ء میں فوت ہوئے۔آج ہم سوچتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ اگر ہماری پردادی اس وقت دینی جرأت کا مظاہرہ نہ کرتیں اور خدا کے مسیح کو نہ مانتیں تو آج ہم بھی تاریکی کے گڑھوں میں ڈوبے ہوتے۔یہ میری پردادی جی کی دعاؤں اور ان کی جرأت ایمانی کا پھل ہے جو ہم کھا رہے ہیں۔آج ان کی اولاد ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور سب نظام جماعت اور خلافت سے گہری وابستگی رکھتے ہیں اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہماری پردادی نے اپنی اولاد کی نیک تربیت کی،جماعت سے محبت کا درس دیا اور جماعت کے ساتھ مضبوطی کا رشتہ قائم رکھنے کی عادت ڈالی اور مخلص احمدی گھرانوں میں بچوں کی شادیاں کیں جس کی بدولت آج سو سال بعد بھی ہم سب بڑی مضبوطی کے ساتھ جماعت سے وابستہ ہیں۔میری پردادی جان کہا کرتی تھیں کہ اگر میں غیر احمدی اور غیر مخلص خاندان کی لڑکیاں بیاہ کر لاؤں گی تو میری اگلی نسل جماعت سے دور ہوجائے گی۔اور غیر احمدی رشتہ داروں سے رشتہ طے ہونے کے باوجود رشتہ ختم کر دیا۔یہ آپ کی زیرک نگاہ اور دوراندیشی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے ہمیں اور ہماری اولادوں کو ان کی نیکیاں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

(یہ تمام واقعات مجھ تک میرے تایا محترم سیف اللہ وڑائچ صاحب کے ذریعے سے پہنچے ہیں اور انہیں یہ واقعات محترمہ رابعہ بی بی صاحبہ اہلیہ مولوی غلام علی صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبانی معلوم ہوئے۔)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION — Download on the App Store — GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: عبدالہادی قریشی۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن لندن۔سیرالیون

مدرستہ الحفظ سیرالیون کا باقاعدہ افتتاح

سیرالیون جماعت کے سو سال پورا ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جانب سے ایک روحانی تحفہ

الحمدللہ جماعت احمدیہ سیرالیون کے گوشے گوشے میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے اور قرآنِ کریم کی تعلیم پھیلانے میں کوشاں ہے۔سیرالیون میں 2021 ء میں جماعت احمدیہ سیرالیون کے سو سال مکمل ہونے پر احمدیہ جماعت سیرالیون کی طرف سے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں سیرالیون میں مدرستہ الحفظ کے باقاعدہ آغاز کی اجازت کی درخواست کی گئی جسے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت قبول فرماتے ہوئے جامعۃ المبشرین سیرالیون کے زیرِ انتظام پانچ طلباء کے ساتھ اس کے آغاز کی اجازت عطا فرماتے ہوئے مکرم حافظ اسد اللہ وحید صاحب کی بطور استاذ منظوری عطا فرمائی۔

مؤرخہ 16جون کو افتتاح کی ایک سادہ تقریب جامعۃ المبشرین سیرالیون کے ہال میں بعد نمازِ مغرب و عشاء منعقد ہوئی جس کی صدارت مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیرومشنری انچارج سیرالیون نے فرمائی۔ عزیزم اسماعیل کروما (متعلم مدرستہ الحفظ) نے تلاوتِ قرآنِ کریم و ترجمہ پیش کیا اور عزیزم عبدالرحمٰن علی (متعلم مدرستہ الحفظ) نے نظم ’’ہے دستِ قبلہ نما‘‘ پیش کی۔جس کے بعد مکرم حافظ اسد اللہ وحید صاحب نے مدرستہ الحفظ میں داخلہ کی شرائط و قواعد و ضوابط پیش کئے۔

مکرم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں قرآنِ کریم کو حفظ کرنے کی برکات بیان کیں اور بتایا کہ قرآنِ کریم کو حفظ کرنا ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے اور ایک ضروری امر یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔مکرم مولوی حامد علی بنگورا صاحب نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور خاص طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا کہ آپ کی شفقت سے سیرالیون جماعت کو مدرستہ الحفظ کا ایک بابرکت تحفہ ملا ہے۔ دعا کے ساتھ اس بابرکت تقریب کا اختتام ہوا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں اور عملوں کو قرآنِ کریم کی روشنی سے منور فرمائے۔ آمین

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

ہیں یا نہیں؟ پس اب یہ ہمارا کام ہے کہ اپنا فرض ادا کریں۔ اپنے دلوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ظالمانہ الفاظ سُن کر اور پڑھ کر صرف افسوس کرنے والے اور دلوں کی بے چینی کا ظاہری اظہار کرنے والے نہ ہوں بلکہ اپنی راتوں کی دعاؤں سے خدا تعالیٰ کی تقدیر کو جلد تر اپنے حق میں پورا کروانے کی کوشش کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر بھی ایسی دعاؤں کی توفیق دے جو اُس کے رحم اور فضل کو کھینچنے والی ہوں۔ ہم ایسی دعائیں کرنے والے ہوں جو عرشِ الٰہی کو ہلا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنی فوجوں کو حکم دے، اپنے فرشتوں کو حکم دے کہ جاؤ اور جا کر ان مظلوموں کی مدد کرو۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو یہ کہے کہ جو مجھے اس دعا کے ساتھ پکار رہے ہیں کہ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ۔ (تذکرہ صفحہ نمبر 71 ۔ ایڈیشن چہارم 2004ء) اے میرے خدا! میں مغلوب ہوں میرا انتقام دشمنوں سے لے۔ فَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا۔ (تذکرہ صفحہ نمبر 426 ۔ ایڈیشن چہارم 2004ء) پس ان کو پیس ڈال۔ پس جاؤ اور ان مظلوموں اور بے کسوں کی مدد کرو جن کو اکثریت اپنی اکثریت کے زعم میں ظلموں کا نشانہ بنا رہی ہے۔جن کو حاکم ظالمانہ قوانین کے تحت ہر حق سے محروم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔جن کو مذہب کے نام نہاد ٹھیکیدار اسلام کے نام پر صفحہ ہستی سے مٹانے کے دعوے کر رہے ہیں۔جن کا قصور صرف اتنا ہے کہ انہوں نے میرے فرستادے کی آواز پر یہ اعلان کیا کہ ہم نے منادی کی آواز کو سنا اور ہم ایمان لائے۔ پس اے فرشتو! جاؤ اور دنیا کو ان کی مدد کر کے بتادو کہ یہ لوگ میری آواز پر لبیک کہنے والے ہیں۔ پس مَیں ان کا والی ہوں اور میں ان کی حامی و مددگار ہوں۔ آج بھی میرا یہ اعلان سچ ہے کہ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ (الانفال: 41)۔ پس کیا ہی اچھا آقا ہے اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔ پس جو بھی ان سے ٹکرائے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ میری گرفت میں آئے گا۔

پس خدا تعالیٰ کے اس پیار کے سلوک کو حاصل کرنے کے لئے ہر احمدی خدا تعالیٰ کے آگے جھک جائے، دعائیں کرے، یہاں تک کہ عرشِ الٰہی سے ہمارے دشمنوں کے خلاف ہماری مدد کا حکم جاری ہو جائے۔ ہم کمزور ہیں، ہم ان حرکتوں کا بدلہ نہیں لے سکتے جو یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کر کے کر رہے ہیں۔ پس ایک ہی علاج ہے کہ اپنی سجدہ گاہوں کو تَر کریں۔ اپنے مولیٰ، بے کسوں کے والی اور مظلوموں کے حامی کو پکاریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کو پکاریں جس نے کمزور اور نہتے مسلمانوں کو محکوم سے حاکم بنا دیا، جس نے دشمن کا ہر مکر اُن پر الٹا دیا۔

پس اے خدا! آج ہم تجھ سے تیری رحمت اور جلال کا واسطہ دے کر یہ دعا کرتے ہیں کہ یہ زمین جو تیرے پیارے رسول کے ماننے کا دعویٰ کرنے والوں نے اپنے ملکوں میں، اپنے مفادات اور اَناؤں کی تسکین کے لئے تیرے مظلوم بندوں پر تنگ کی ہوئی ہے، یہ لوگ اسے ہمارے لئے خاردار اور جنگل بنانے کی کوشش کر رہے ہیں، اپنی رحمتِ خاص سے اسے ہمارے لئے جنت بنا دے۔ ہمارے لئے اسے گل و گلزار کر دے۔ہمیں تقویٰ میں ترقی کرنے والا بنا دے۔ہمیں اپنا نہ ختم ہونے والا وصال عطا فرما۔ ہماری دعاؤں کو ہمیشہ قبولیت بخش۔ہمیں اُمّتِ مسلمہ کی اکثریت کو نام نہاد علماء کے چُنگل سے نکال کر اپنے حبیب کے عاشقِ صادق کی جماعت میں شامل کرنے کی توفیق عطا فرما تا کہ اُمت مسلمہ خیرِ اُمّت ہونے کا حق ادا کرنے والی بن جائے اور دنیا کو ظلم سے پاک کرے۔ اے ارحم الراحمین خدا! تُو ہم پر رحم فرماتے ہوئے ہمیں اس کی توفیق عطا فرما۔

(خطبہ جمعہ 7/ اکتوبر 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

قول و عمل کی مثال

قول اور عمل کی مثال دانہ کی ہے۔ اگر کسی کو ایک دانہ دیا جاوے اور وہ اسے لے جا کر رکھ چھوڑے اور استعمال نہ کرے تو آخر اسے پڑے پڑے گُھن لگ جاوے گا۔ ایسے ہی اگر قول ہو اور اس پر عمل نہ ہو تو آہستہ آہستہ وہ قول بھی نہ رہے گا۔ اس لئے اعمال کی طرف سبقت کرنی چاہیے۔

(حضرت مسیح موعودؑ از ملفوظات جلد 7 صفحہ 117)

طلوع وغروب آفتاب

23جولائی2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:26	19:04
مدینہ منورہ	04:18	19:10
قادیان	04:03	19:31
ربوہ	03:44	19:11
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:46	21:03